باب ۳

سیاسی اِقتصادیات

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ اِن اصطلاحات کی تعریف کرسکیں: براہِ راست غیر ملکی اِمداد، معیشت کی عالمگیریت، پائیدار ترقی اور خود اِنحصاری پر مبنی معیشت۔

۲۔ پاکستان کی معیشت پر معاشی عالمگیریت کے منفی اور مثبت اثرات کی نشاندہی کر سکیں۔

۳۔ ایک خود اِنحصار معیشت کیلئے پیشگی لوازمات کا تجزیہ کرسکیں۔

۴۔ اہم اِقتصادی اِداروں کے مقاصد اور افعال بیان کرسکیں مثلاً (عالمی بنک، عالمی مالیاتی فنڈ، ایشیائی ترقیاتی بنک)۔

۵۔ اہم بین الاقوامی اِداروں کی معاشی سرگرمیوں کے سیاسی اثرات کی نشاندہی کرسکیں۔

۶۔ اہم عالمی معاشی اِداروں کے مقاصد، ساخت اور طریقہ کار میں تبدیلی کی تجاویز پیش کرسکیں تاکہ عالمی اِقتصادی تحفظ، منصفانہ تجارت اور پائیدار ترقی حاصل ہو۔

۷۔ بین الاقوامی مالیات اور تجارت میں پاکستان کے حصے اور حالت کی نشاندہی کرسکیں۔

۸۔ عالمی تجارتی معاہدات کے پاکستان کی معیشت اور سیاست پر اثرات کو بیان کرسکیں۔

۹۔ اُن مسائل کو بیان کرسکیں جو پاکستان اپنے معاشی اِستحکام اور خوشحالی میں سامنا کر رہا ہے مثلاً (بے روزگاری، غیر تربیت یافتہ اِنسانی وسائل، قرضوں کا بوجھ اور دفاعی اخراجات)۔

۱۰۔ یہ بیان کرسکیں کہ کیسے معاشی ترقی یا جمود پاکستان کی پالیسیوں اور عوام پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

NOT FOR SALE

1۔ معاشی عالمگیریت
(Economic Globalization)

(دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق آج کل پوری دنیا ایک گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ سائنسی ترقی، جدید رسل و رسائل اور کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے معاشی عالمگیریت اور بین الاقوامی تجارت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔)

سیاست اور معاشیات کا ایک دوسرے پر اثر ہوتا ہے اور ملکی سطح پر ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہے۔ اُن طریقوں کا مطالعہ جن کے ذریعے اِقتصادیات و سرکاری حکمتِ عملی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں سیاسی اِقتصادیات کہا جاتا ہے یعنی یہ معیشت اور سیاست کا اِمتزاج پیش کرتا ہے۔ اِقتصادی عالمگیریت سے مراد ریاستوں کی معیشت کا ایک دوسرے پر گہرے اثر اور اِنحصار کا نام ہے۔ یہ اِنحصار ممالک کے جغرافیائی حدود کے اِدھر اُدھر اشیاء، خدمات، ٹیکنالوجی اور سرمائے کی نقل و حرکت کا نتیجہ ہے۔ یہ ممالک کے درمیان بڑھتی ہوئی اِقتصادی یکجہتی کے عمل کا نام ہے۔ اِس طرح عالمی سطح پر ایک مارکیٹ کا تصور اُبھر رہا ہے اور یہ پیداوار، مارکیٹوں، مقابلے، ٹیکنالوجی، کارپوریشنز اور صنعت وغیرہ کی عالمگیریت پر مشتمل ہیں۔

براہِ راست غیر ملکی اِمداد (Direct Foreign Aid):

اِمداد سے مراد مالی یا مادی مدد ہے جو کہ ایک ملک یا عالمی اِدارے کی طرف سے عموماً بحران کی حالت میں دی جاتی ہے۔ غیر ملکی اِمداد وہ فوجی یا معاشی مدد ہے جو ایک ملک دوسرے ملک کو دیتا ہے۔ اِمداد دینے والے ممالک میں جاپان، برطانیہ اور امریکہ سرِفہرست ہیں۔ براہِ راست غیر ملکی اِمداد کی کئی صورتیں ہوتی ہیں مثلاً رقم، اشیاء، خدمات یا فنی مہارت وغیرہ کی فراہمی۔ یہ دوطرفہ ہوسکتی ہے یعنی ایک ملک دوسرے کو فراہم کرے یا کثیر الاقوامی جو ممالک کی گروہ فراہم کرے۔ کئی مالیاتی اور نجی اِدارے بھی عالمی اِمداد فراہم کرتے ہیں۔ غیر ملکی اِمداد اِنسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہوتی ہے یا پھر اپنے قومی مفادات کی حصول کیلئے۔

اِقتصادی گلوبلائزیشن یا عالمگیریت (Economic Globalization):

اِقتصادی گلوبلائزیشن سے مراد یہ ہے کہ اِقتصادیات عالمی شکل اختیار کر گئی ہے اور معاشی حوالے سے یہ دُنیا ایک گاؤں کی مانند ہے۔ دراصل یہ کئی چیزوں کا مجموعہ ہے یعنی مواصلات کی تیز رفتار پھیلاؤ، تیز رفتار تجارتی پھیلاؤ، سرمایہ کے

NOT FOR SALE

عالمی مارکیٹیں، غیر ملکی سرمایہ کاری اور عالمی کثیرالاقوامی کارپوریشنوں کی تشکیل وغیرہ۔ یہ ایک اِنقلاب کی طرح ہے جس میں کوئی بھی سرمایہ کار دُنیا بھر میں کہیں بھی سرمایہ کاری کرسکتا ہے۔ کوئی بھی سرمایہ کار اپنی دولت، ٹیکنالوجی، مواصلاتی ذرائع، اِنتظامیہ اور محنت کش کہیں بھی اِستعمال کرکے اشیاء بناسکتا ہے اور دُنیا میں جہاں بھی اُن اشیاء کے گاہک موجود ہوں وہاں فروخت کرسکتا ہے۔

پائیدار ترقی (Sustainable Development):

پائیدار ترقی سے مراد ترقی کا وہ عمل ہے جو ایک طویل عرصہ تک مفید انداز میں قائم رہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کو روزانہ سو روپے خرچ کیلئے اِمداد کے طور پر دئے جاتے رہے تو یہ ایک لاحاصل عمل ہے۔ اِس سے بہتر ہے کہ اُس شخص کیلئے محدود اِمدادی سرمائے سے ایک چھوٹا سا کاروبار شروع کیا جائے تا کہ وہ ہمیشہ کیلئے اُس سے آمدن حاصل کرتا رہے اور اُسے اِمداد کی ضرورت نہ رہے۔ یعنی ایک شخص کو روٹی کھلانے کی بجائے روٹی کمانے کے قابل بنانا پائیدار ترقی ہے۔

ماحولیات کے ماہرین پائیدار ترقی کی تعریف اِس انداز سے بھی کرتے ہیں کہ اِقتصادی ترقی کا اُس حد تک قائم کرنا اور برقرار رکھنا جس سے ماحول آلودہ نہ ہو۔ دُنیا کو کئی ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے۔ اِن مسائل کی وجہ اِنسانی سرگرمیاں ہیں۔ مثال کے طور پر کارخانوں سے کیمیائی مواد کو بہا کر دریاؤں میں شامل کرکے پانی کو آلودہ کیا جارہا ہے۔ پلاسٹک کی مصنوعات کی بھرمار اور اِن کا اِستعمال زمینی آلودگی میں اضافہ کا باعث ہیں۔ یہ اِنسانی معاشی سرگرمیاں ماحول کو آلودہ کررہا ہے۔ عالمی سطح پر یہ بات محسوس کی گئی ہے کہ پائیدار ترقی کیلئے اِن غیر صحت مند اِنسانی سرگرمیوں کو محدود کرنا ہوگا اور آلودگی کے مسائل کو مدِ نظر رکھ کر آگے جانا ہوگا۔ زندگی گزارنے کا ایک ایسا انداز اپنانا ہوگا جو حیوانات و نباتات کے فطری ماحول کیلئے باعثِ خطرہ نہ ہو۔ معاشی ترقی ہونی چاہیئے لیکن اپنی جان کی قیمت پر نہیں اور یہی پائیدار ترقی ہے۔

خود اِنحصاری پر معیشت کی بنیاد (Economy Based on Self-reliance):

یہ ایک ایسی معیشت ہے جو بغیر کسی غیر ملکی اِمداد و سہارے کے اپنے وسائل پر مبنی ہو۔ اِس میں درآمدات اور غیر ملکی اشیاء کے اِستعمال کی مکمل حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور عوام کو ملکی مصنوعات اِستعمال کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اِس طرح ملکی دولت دوسرے ممالک میں منتقل نہیں ہوتی۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

پاکستان کی معیشت پر اِقتصادی عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات
(Impacts of Globalization on Pakistan's Economy)

پاکستان کی معیشت پر عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات موجود ہیں جن کا مختصر جائزہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

گلوبلائیزیشن یا عالمگیریت کے مثبت اثرات:

گلوبلائیزیشن کی وجہ سے مواصلات میں آسانی اور تیزی آگئی ہے۔ دُنیا میں معلومات اور اِطلاعات کی برق رفتار رسائی ہوتی ہے۔ آج آپ دُنیا میں کہیں بھی اور کسی کے ساتھ بھی چند لمحوں میں رابطہ کرسکتے ہیں۔ اِس سے دیگر ممالک کی طرح پاکستان کو بھی یہ فائدہ ہوا ہے کہ تجارت اور عالمی معاشی سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے۔ اِس کی وجہ سے تجارتی اور کاروباری معاملات میں بہت تیزی پیدا ہوئی ہے۔ مواصلات اور اشیاء کی ترسیل میں سہولت ہے۔ درآمدات اور برآمدات میں آسانی اور نرمی پیدا کی گئی ہے جس سے پاکستان بھی مستفید ہوتا رہا ہے۔ البتہ اِس سلسلے میں متوازن اور اِنصاف پر مبنی قواعد سازی کی ضرورت ہے تا کہ کسی خاص ملک یا ممالک کی اِجارہ داری قائم نہ ہو۔ گلوبلائیزیشن کی وجہ سے کثیرالاقوامی کارپوریشنز دُنیا بھر میں مصروف ہوچکے ہیں۔ مثال کے طور پر پیپسی یا ٹیلی نار وغیرہ۔ اِن کارپوریشنوں کی وجہ سے پاکستان میں یہاں کے ماہرین اور تربیت یافتہ لوگوں کو روزگار کے بہترین مواقع مل رہے ہیں۔ اِس طرح بے روزگاری کم ہورہی ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں مایوسی ایک حد تک کم ہوئی ہے۔

جب دُنیا ایک گاؤں کی طرح ہے تو زندگی کے تمام شعبوں میں فنی ترقی میں تیزی آگئی ہے۔ پاکستان میں بھی ٹیکنالوجی کی نفوذ پذیری بڑی تیزی سے جاری ہے۔ اِس طرح فنی مہارت کے اِمکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ صرف کمپیوٹر، اِنٹرنٹ اور موبائل فون کو لیجئے اور دیکھئے کہ پاکستان میں اِس شعبے نے کتنی ترقی کی۔ اِس کے کاروبار، روزگار کی فراہمی اور اِن کی وجہ سے ترقی کی رفتار ناقابلِ بیان حد تک زیادہ ہے۔ چونکہ دُنیا ایک گاؤں کی طرح ہے اِسلئے دُنیا کے کسی کونے میں ہونے والے واقعے یا حادثے کا دُنیا کے دوسرے حصے پر بھی اثر ہوتا ہے۔ ممالک ایک دوسرے سے خبردار رہتے ہیں اور اگر کہیں بھی کوئی بحران یا آفت پیش ہو تو دیگر ممالک تیز رفتاری کیساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ زلزلے اور سیلاب کی حالیہ تباہ کاریوں نے دُنیا کو چند لمحوں میں متحرک بنایا اور کئی ممالک نے فوری اِمداد اور تعاون کی۔

عالمگیریت کے منفی اثرات (Negative Impacts of Globalization)

گلوبلائیزیشن کی وجہ سے دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستان کی ثقافت پر بھی نہایت منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ عالمی اِداروں کے ارکان پاکستان میں ثقافتی نفوذ کا ذریعہ ہیں۔ اُن کے رسالے، کتابچے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات ترقی پذیر ممالک بشمول پاکستان کی ثقافت آلودہ کررہے ہیں۔ ہمیں ایک ثقافتی یلغار کا سامنا ہے۔ موبائل فون اور اِنٹرنٹ کے نقصانات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مذہبی، اخلاقی اور ثقافتی اقدار کا قلع قمع کیا جارہا ہے۔ لباس، عادات، زبان و ادب، طور طریقے، اندازِ زندگی، رسم و رواج اور اخلاق وغیرہ میں تبدیلی واضح ہورہی ہے۔

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور ایک عام عالمی معاشی مارکیٹ میں پاکستانی اشیاء ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں کمزور ہیں۔ اِس طرح مقامی صنعت کو دھچکا لگے گا۔ مقامی صنعتیں اِس حوالے سے بھی برباد ہوجائیں گی کہ یہ ملک کے اندر بھی عالمی کثیرالاقوامی کارپوریشنوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ بین الاقوامی اِدارے ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں اور سہولیات دیتی ہیں جو پاکستانی اِداروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اور پرکشش ہوتی ہیں۔ اِس طرح توازن بھی نہیں رہتا اور پاکستان کے ماہرین اِن عالمی اِداروں میں دلچسپی لیتے ہیں جبکہ ملکی اِداروں کو چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ ساری باتیں ایک خراب معاشی صورتِ حال کی طرف سفر کا اِشارہ دے رہی ہے۔

خود اِنحصاری پر مبنی اِقتصادیات کے لوازمات
(Essentials of Self-Reliant Economy)

خود اِنحصاری سے مراد یہ ہے کہ ایک فرد یا ملک کسی اور پر اِنحصار کرنے کی بجائے اپنے آپ پر اِنحصار کرے۔ یعنی یہ خودی کی ایک شکل ہے۔ ایک خود اِنحصار اِقتصادی نظام کیلئے کئی بنیادی شرائط یا لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اِن کو یقینی بنایا جائے تو معاشی نظام کسی خاص سہارے کا محتاج نہیں رہتا۔ خود اِنحصاری کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ دیگر اقوام سے قرض اور اِمداد کی توقع ہی نہ کی جائے۔ اگر کوئی قوم اِس نشے کی عادی ہوجائے تو اُس کی سرگرمیوں میں سکوت پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسی اقوام کہیں کی نہیں رہتی اور خیرات کی منتظر ہوتی ہیں۔ یہ طرزِ عمل ترقی اور آگے جانے کے اِمکانات بھی ختم کردیتے ہیں۔ اِسلئے یہ ضروری ہے کہ بیرونی قرض اور اِمداد کی بڑی حد تک حوصلہ شکنی کی جائے۔ بڑی طاقتیں کئی مالیاتی اِداروں کے

NOT FOR SALE

ذریعے ترقی پذیر ممالک کو اپنے قابو میں لیتی ہیں۔ یہ مالیاتی اِدارے بہت بااثر بن جاتے ہیں۔ کمزور ممالک کی زندگی کا ہر پہلو اِن کے قابو میں آجاتا ہے۔ اِسلئے اِس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک باوقار، آزاد اور خود مختار قوم بننے کیلئے عالمی اِداروں خصوصاً عالمی مالیاتی فنڈ اور عالمی بینک پر اِنحصار کم اور درجہ بہ درجہ ختم کردیا جائے۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ملکی وسائل کے اندر رہتے ہوئے زندگی بسر کی جائے۔ یعنی اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہم اپنے وسائل سے زیادہ آگے نکل جاتے ہیں اور اپنی لامحدود خواہشات اور ضروریات کو کنٹرول نہیں کرتے تو ہمیں دوسروں کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے وسائل کے اندر جینا سیکھیں تو ہمارے لئے مفید ہوگا۔ لوگ بعض غیر ملکی اشیاء کو زیادہ پسند کرتے ہیں بعض اوقات ملک میں بعض چیزوں کی کمی یا نہ ہونے کی وجہ سے ایسے اشیاء کو درآمد کیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آیا ایسی چیزیں زندہ رہنے کیلئے لازمی ہوتی ہیں یا نہیں۔ اگر یہ بنیادی ضرورت نہیں تو اِسے نظر انداز کرنا اور اِنکا اِستعمال کم کرنا بہت اچھا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان چائے کی درآمد پر خطیر رقم خرچ کرتا ہے۔

دوسروں پر اِنحصار سے بچنے کیلئے روایتی زندگی کو ترک کرنا ہوگا۔ ہر فرد کو متحرک اور جاندار کردار ادا کرنا ہوگا۔ بہت ساری تبدیلیاں لانی پڑے گی اور اِسے قبول کرنا ہوگا۔ سختی بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ عزت اور وقار کیساتھ جینے کیلئے یہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ روایتی طور پر تو ہم عالمی اِمداد، تعاون اور قرض کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر ہم یہ روش تبدیل نہیں کرتے اور خود حرکت میں نہیں آتے تو خود اِنحصاری کیسے ممکن ہے۔ کسی ملک کی افرادی قوت کی اہمیت اُس وقت بڑھتی ہے جب لوگ فنی طور پر مضبوط اور تربیتِ یافتہ ہوں۔ ترقی کیلئے سائنس و ٹیکنالوجی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ صنعت کی ضرورت ہوتی ہے اور سائنسی سوچ چاہیئے ہوتی ہے۔ اِس لئے لوگوں سے زیادہ اور مفید کام لینے کیلئے اُنہیں فنی طور پر تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں فنی تعلیم کا رُجحان بہت کم ہے جو معاشی ترقی کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ لہٰذا خود اِنحصاری کیلئے فنی تعلیم اہم لوازمات میں سے ہے۔

ملک کے اندر پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ زراعت، صنعت اور توانائی کے حصول کو ترجیحی بنیادوں پر لینا ہوگا۔ ملک کے اندر موجود وسائل کو بروئے کار لاکر، تعلیم کو فروغ دیکر، سائنس اور ٹیکنالوجی کو اہمیت دے کر اور مناسب منصوبہ بندی کرکے پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ جب ملکی پیداوار میں اضافہ ہوگا تو بیرونی اِنحصار خود بخود کم یا ختم ہوجائے گا۔ بدقسمتی سے غریب اور ترقی پذیر ممالک کے لوگ غیر ملکی اشیاء کو ترجیح دیتے ہیں اور ملکی مصنوعات کو پسند نہیں کرتے۔ ایک اور بدقسمتی یہ ہے کہ اِن ممالک میں عالمی تجارتی اِدارے، کثیرالملکی کارپوریشنوں، آزاد تجارت اور عالمگیریت کی وجہ سے ملکی مصنوعات خطرناک حد تک اپنا مقام کھورہی ہیں۔ لوگوں کو غیر ملکی اشیاء مناسب قیمت پر

NOT FOR SALE

اُن کی دہلیز پر میسر ہیں جس کی وجہ سے مقامی مصنوعات ایک شدید بحران سے دوچار ہیں۔ اگر ملکی مصنوعات اور دیگر اشیاء کو ترجیح دی جائے تو یہ خود انحصاری کے حق میں ہے۔

خود انحصاری کیلئے ضروری ہے کہ ملک کے تمام اِداروں میں مثبت اور پائیدار اِصلاحات کی جائیں۔ ملک کے اِنتظامی، سیاسی، سماجی اور معاشی ڈھانچوں میں نئی ضروریات، خواہشات اور تقاضوں کے مطابق تبدیلیاں کی جائیں۔ یعنی ہر نظام اور ہر مشینری کو نئے حالات، مشکلات اور سرگرمیوں کیلئے تیار کرنا پڑے گا۔ ایسا ممکن نہیں کہ دیگر پہلوؤں میں تو خود انحصاری کی طرف سفر کیا جائے اور ملک کے ڈھانچے تبدیل نہ ہوں تو تمام کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ سادہ زندگی خود انحصاری کیلئے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ سادگی زیادہ ہوگی تو دوسروں پر اِنحصار کم ہوگا۔ سادہ خوراک، سادہ رہائش، سادہ لباس اور سادہ وفطری اشیاء کا اِستعمال اِنحصار کے مرض کا بہترین علاج ہے۔ پرتکلف زندگی نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کیلئے بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اِسلئے سادگی دین ودُنیا کی خیر وبرکت کے علاوہ قومی مفادات کیلئے بھی مفید ہے۔ اگر غیر ترقیاتی اِخراجات کم کردیئے جائیں تو قومی سرمایہ بچایا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ سرکاری ملازمین کی لامحدود سہولیات کو کم کردیا جائے۔ حکومت اپنے غیر ترقیاتی اِخراجات پر قابو حاصل کرے۔ وزراء اور اراکین اسمبلی کے اِخراجات کم کئے جائیں اور حکمرانوں کی شاہ خرچیوں پر قابو پایا جائے۔ دفتروں میں غیر ترقیاتی خرچ کو کم سے کم کردیا جائے اور ترقیاتی سرگرمیوں کو توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اِس طرح ایک خود اِنحصار نظام کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

عالمی مالیاتی اِدارے (فرائض ومقاصد)
International Financial Institutions (Functions and Objectives)

۱۔ عالمی بینک (World Bank):

عالمی بینک یا عالمی بینک برائے تعمیر نو وترقی 27 دسمبر 1945ء کو تشکیل دیا گیا جب دُنیا کے 29 ممالک نے برٹن ووڈ کانفرنس میں باہمی معاہدہ پر دستخط کئے۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

مقاصد (Objectives):

۱۔ عالمی بینک بنیادی طور پر جنگ زدہ یورپ کی تعمیر نو وترقی کیلئے طویل المیعاد مالی سہارا دینے کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ اِس کے اہم مقاصد درج ذیل تھے:

۱۔ رُکن ممالک کو پیداواری مقاصد کیلئے سرمایہ کاری کی سہولت دینا۔ اِس طرح رُکن ممالک کی تعمیر نو اور ترقی میں مدد کرنا۔

۲۔ غیر ملکی نجی سرمایہ کاری اور قرض میں مدد دینا۔

۳۔ وسیع متوازن عالمی تجارت کو ترقی دینا۔ بین الاقوامی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنا۔

فرائض (Functions):

عالمی بینک کے اہم افعال درج ذیل ہیں:

۱۔ عالمی بینک رکن ممالک کے ترقیاتی منصوبوں میں تعاون اور قرض فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں عالمی بینک نے بجلی کے تار بچھانے کی مد میں سرمایہ کاری میں مدد فراہم کی۔ اِس طرح عالمی بینک نے پاکستان میں گیس اور تیل کی کارپوریشن کو قرض دیا۔ عالمی بینک نے تیل وگیس کی تلاش، ترسیل وتقسیم کیلئے کئی دفعہ قرض دیا۔

۲۔ عالمی بینک اُن مالیاتی اِداروں کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتا ہے جو صنعتی یونٹوں کو قرضے فراہم کرتے ہیں۔ عالمی بینک نے پاکستان میں پاکستان انڈسٹریل اینڈ کریڈٹ اِنوسٹمنٹ کارپوریشن (PICIC)، زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان (ADBP) اور کمرشل بینکوں وغیرہ کو قرضے فراہم کئے تاکہ یہ اِدارے کارخانوں کو قرضے دے سکیں۔

۳۔ عالمی بینک اِنسانی وسائل کی ترقی پر بھی کام کر رہا ہے۔ تعلیم کی ترقی کو خصوصی توجہ دی جاتی ہے جس میں فنی تعلیم بہت اہمیت کی حامل ہے۔ یونیورسٹیوں کا قیام، اساتذہ کے تربیتی اِدارے اور دیہات میں بنیادی تعلیمی اداروں کا قیام عالمی بینک کی ترجیحات میں شامل ہیں۔

۴۔ ورلڈ بینک نجکاری کے سلسلے میں کئی ممالک کو مالیاتی اِصلاحات کیلئے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ٹیکسوں، حکومت کے اخراجات، معاشیات میں مختلف سیکٹرز، معاشی پالیسی اور معاشی رپورٹنگ اور پڑتال کے بارے میں ہدایات اور راہنمائی دی جاتی ہے۔

۵۔ یہ اِدارہ حکمرانی کو مزید کارآمد اور موثر بنانے کیلئے مدد فراہم کرتا ہے۔ یہ اِدارہ اِنتظامیہ کو موثر بنانے اور افراد کے نظم و نسق و کنٹرول سسٹم میں مددگار ہے۔ یہ سوشل ایکشن پروگرام اور نجکاری کے عمل میں معاونت کرتا ہے۔ اِس طرح یہ عالمی بینک تعلیم، آب رسانی اور صحت کے شعبوں میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کی معاونت بھی کرتا ہے۔

۶۔ عالمی بینک نجی شعبے اور بینکوں میں اِصلاحات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

۷۔ یہ بینک زراعت اور قدرتی وسائل کے اِنتظام میں بھی معاونت فراہم کرتا ہے۔ عالمی بینک نے 1997ء میں نکاسی آب کیلئے حکومت پاکستان کو 285 ملین ڈالر کا قرض فراہم کیا۔

۲۔ آئی ایم ایف (International Monetary Fund):

دوسری جنگِ عظیم کے بعد یورپی ممالک جنگ کی تباہ کاریوں سے بہت پریشان تھے۔ ایک دوسرے کو سہارا دینے کیلئے برٹن ووڈز کانفرنس منعقد کی گئی جس میں عالمی بینک اور عالمی مالیاتی فنڈ کی بنیاد رکھی گئی۔ آئی ایم ایف کا مقصد کرنسی کو مستحکم کرنے میں مدد دینا تھا۔ یہ ایک بین الاقوامی مالیاتی فنڈ ہے جس کے کل 1100 ارکان ہیں جن میں 75 ماہرینِ معاشیات بھی شامل ہیں۔

مقاصد (Objectives):

۱۔ اِس کا سب سے اہم مقصد بین الاقوامی مالیاتی تعاون کو فروغ دینا ہے۔

۲۔ آئی ایم ایف عالمی تجارت کیلئے سہولیات فراہم کرتا ہے۔ یہ صنعتوں کی فروغ کیلئے کام کرتا ہے۔

۳۔ یہ زرمبادلہ میں اِستحکام پیدا کرتا ہے۔

۴۔ اِس کا مقصد ادائیگی کے حوالے سے کثیر الاطرافی تعاون کا فروغ ہے۔ یعنی یہ زرمبادلہ کی رکاوٹوں کو ختم کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔

۵۔ آئی ایم ایف رکن ممالک کو اِعتماد فراہم کرتا ہے۔ رکن ممالک کو فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں۔

۶۔ یہ مساوی اِقتصادی مواقع کو یقینی بناتا ہے۔ اِس حوالے سے کسی بھی اِمتیاز کا خاتمہ اِس کے مقاصد میں شامل ہے۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

فرائض (Functions):

۱۔ آئی ایم ایف نے جنگ زدہ معیشت خصوصاً یورپی اِقتصادیات کو بربادی سے بچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

۲۔ اِس فنڈ کے ذریعے ترقی یافتہ یورپی ممالک نے زرمبادلہ کی شرح کا تعین کیا۔ یورپ نے عالمی تجارت اور زرمبادلہ کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا۔ اِن ممالک نے آئی ایم ایف کے ذریعے مہنگائی پر قابو پایا۔

۳۔ یہ فنڈ مالیاتی خسارے سے دوچار ممالک کو مالی وسائل فراہم کرتا ہے۔ 1960 کی دہائی میں آئی ایم ایف نے اُن غریب ممالک کو خاص توجہ دی جن کی برآمدات سے آمدنی کم تھی۔

۴۔ اِس فنڈ نے اُن ممالک کے ساتھ تعاون کیا جو دیگر ذرائع سے حاصل کردہ قرض واپس کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔

۵۔ 1990 کی دہائی میں آئی ایم ایف نے سابقہ سویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے وسطی ایشیاء کے ممالک کو خصوصی مالیاتی توجہ دی جو ایک پابند اِشتراکی اِقتصادی نظام سے آزاد معیشت کی طرف آرہے تھے۔ یہ اِدارہ وسطی ایشیائی ممالک کے ماہرین کو معاشی تربیت فراہم کررہا ہے تاکہ یہ لوگ بجٹ نظام کو موثر بنا سکیں اور مالیاتی اِدارے چلا سکیں۔

۳۔ ایشیائی ترقیاتی بینک (Asian Development Bank):

ایشیائی ترقیاتی بینک کا مرکزی دفتر منیلا (فلپائن) میں ہے۔ یہ رکن ممالک کو کم شرائط پر ترقیاتی منصوبوں کیلئے قرض فراہم کرتا ہے۔ یہ بینک 19 دسمبر 1966ء کو قائم ہوا۔ شروع میں 31 ممالک اس کے رکن تھے جن کی تعداد اب 67 ہو گئی ہے۔

مقاصد (Objectives):

۱۔ غربت کا خاتمہ۔

۲۔ اِنسانی وسائل کی ترقی۔

۳۔ اِقتصادی ترقی کو یقینی بنانا۔

۴۔ خواتین کی حیثیت کو بہتر بنانا۔

۵۔ ماحول کا تحفظ۔

یہ بینک اپنے کام کو کئی سیکٹرز میں تقسیم کرتا ہے یعنی زراعت اور قدرتی وسائل، توانائی، صنعت اور معدنیات، مالیات، ذرائع آمدورفت اور مواصلات اور سماجی ڈھانچہ وغیرہ۔ اس کے دفعہ نمبر 1 میں بینک کا مقصد ایشیاء میں اقتصادی ترقی کو تیز کرنا بتایا گیا ہے۔

فرائض (Functions):

درج بالا مقاصد کی تکمیل کیلئے بینک درج ذیل افعال سرانجام دے رہا ہے:

۱۔ رکن ممالک میں ترقیاتی مقاصد کیلئے سرمایہ کاری کو فروغ دینا۔

اپنی مرضی سے ترقیاتی عمل کو مالی تعاون فراہم کرنا اور اُس علاقائی اور قومی منصوبوں کو ترجیح دینا جو علاقے کی متوازن اور مجموعی ترقی میں مددگار ہوں۔ چھوٹے اور کم ترقی یافتہ رکن ممالک کو خصوصی توجہ دینا۔

۳۔ رکن ممالک کی درخواست پر اُن کی ترقیاتی پالیسیوں اور منصوبوں میں اُن کے ساتھ تعاون کرنا تاکہ وہ اپنے وسائل کا صحیح اِستعمال کر سکیں اور باہمی تجارت کو فروغ دے سکیں۔

۴۔ خصوصی ترقیاتی منصوبوں کی تیاری، مالی اِمداد اور اِن منصوبوں کے نفاذ میں فنی اِمداد فراہم کرنا۔

۵۔ ایک جیسے مقاصد میں اقوام متحدہ اور اور اِسکی تمام ایجنسیوں کے ساتھ تعاون۔

بین الاقوامی اِقتصادی و مالیاتی اِداروں کے سیاسی اثرات
(Political Impacts of International Financial and Economic Institutions)

عالمی مالیاتی اور معاشی اِداروں کے اِمداد دینے اور لینے والے دونوں پر اس کے سیاسی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سیاست اور معیشت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور دونوں ایک دوسرے پر اہم اور دیرپا اثرات مرتب کرتے ہیں۔ عالمی اِمداد، تعاون اور قرض وغیرہ کی پشت پر سیاسی مقاصد کارفرما ہوتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ عالمی اِمداد دینے والے ملک کی خارجہ پالیسی کا اہم ہتھیار ہوتا ہے۔ عالمی اِدارے بھی افراد اور معاشی طور پر مستحکم ریاستوں کے بنائے ہوئے

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بنانے والوں کے مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اِمداد وصول کرنے والے رقم اور اشیاء وغیرہ حاصل کرتے ہیں اور دینے والے سیاسی اور سفارتی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ اِن کے سیاسی اثرات کو درج ذیل نکات کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ عالمی بینک، آئی ایم ایف اور (GATT) دوسری جنگِ عظیم کے بعد امریکہ کی خصوصی دلچسپی سے قائم کئے گئے تھے۔ اِس کا ظاہری مقصد تو جنگ زدہ یورپ کی معیشت کو سہارا دینا تھا لیکن سیاسی طور پر امریکہ یورپ کی ہمدردی اور تعاون حاصل کر کے سویت یونین کی اشتراکیت کو پھیلانے سے روکنا چاہتا تھا۔

۲۔ اِن اِداروں کا ایک اہم مقصد قرض لینے والے ممالک کے رویوں کو متاثر کرنا ہوتا ہے۔ اِسطرح دینے والے لینے والوں کے فیصلہ سازی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ کمزور ممالک کو فیصلہ سازی میں اِن اِداروں سے ہدایات لینی پڑتی ہے اور اُن کی شرائط کے مطابق ملک کو چلانا پڑتا ہے۔

۳۔ اِمداد یا قرض وغیرہ دینے اور لینے کے فوجی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ لینے والا ملک دفاعی طور پر اہم ہوتا ہے اور اُس ملک میں اثر رسوخ بڑھانے کیلئے اُسے اِقتصادی ترغیبات دی جاتی ہیں تاکہ دینے والے اُس کی دفاعی اہمیت کو اپنے قومی مفادات کیلئے اِستعمال کر سکیں۔

۴۔ عالمی اِدارے تجارتی اور کاروباری مواقع حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اِس طرح سفارتی مفادات بھی حاصل کئے جاتے ہیں۔

۵۔ کمزور اور پسماندہ ممالک میں نجکاری، سیاسی اِستحکام اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کیلئے بھی عالمی معاشی اِدارے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لینے والے بھی سیاسی اِستحکام کے حصول کیلئے قرض اور اِمداد لے کر معاشی خوشحالی حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ معاشی اور سیاسی اِستحکام لازم و ملزوم ہیں۔

۶۔ عالمی سیاست میں اپنے اِتحادیوں میں اضافہ کیلئے بھی اِن اِداروں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

۷۔ بڑے ممالک یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ بڑے رہیں، کمزور کا اِستحصال کرتے رہیں اور اُن کے خلاف آواز بھی نہ اُٹھے۔ جن ممالک میں عوام آواز اُٹھاتے ہیں تو وہاں عوامی خواہش کے برعکس حکومتیں قائم

کرنا بھی اِن اِداروں کی خواہش ہوتی ہے۔

اِن اداروں سے معاملات اِس لئے کئے جاتے ہیں کہ ملک کی معاشی صورتِ حال کو عوام کیلئے مفید بنایا جائے اور حکمران طبقے کی سیاسی ساکھ مضبوط ہو۔ یعنی سیاسی کامیابی کیلئے حکومت قرض یا اِمداد حاصل کرتی ہے۔ اگرچہ حکمرانوں کو تو وقتی طور پر فائدہ پہنچتا ہے لیکن ملک کی خود اِنحصاری، خودی اور آزادی کمزور ہو جاتی ہے۔

۹۔ لینے والے اِن اِداروں کے ناجائز مطالبات، شرائط اور ہدایات پر عمل کرنے کے پابند ہو جاتے ہیں اور ریاستیں عالمی وقار کھو بیٹھتی ہیں۔

۱۰۔ بعض برسرِ اِقتدار جماعتیں عوام سے کئے گئے وعدوں اور اِنتخابی منشور کی تکمیل کیلئے عالمی اِداروں سے قرض اور اِمداد حاصل کرنے کی خواہاں ہوتی ہیں تاکہ وہ سیاسی مستقبل کو محفوظ بنا سکیں۔

بین الاقوامی معاشی اِداروں میں تبدیلی کی تجاویز

(Proposals to Change International Economic Institutions)

ذیل میں بین الاقوامی معاشی اِداروں کے مقاصد، ساخت اور طریقہِ کار میں تبدیلی کی ایسی تجاویز دی جا رہی ہیں جو عالمی معاشی تحفظ، آزاد تجارت اور پائیدار ترقی کا باعث بن سکتی ہیں۔

۱۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی باہمی مشاورت سے نئے عالمی اِقتصادی نظام کے قیام کی ضرورت ہے۔ دُنیا کے شمال میں دولت مند جبکہ جنوب میں غریب ممالک کی اکثریت ہے۔ مساوی حیثیت کی بنیاد پر دُنیا کے دونوں حصوں کے ممالک کے درمیان گفت وشنید کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ عالمی معاشی نظام میں ایسی اِصلاحات لائی جائیں جس سے برابری، مساوات اور اِنصاف پر مبنی نیا قابلِ قبول عالمی معاشی نظام وجود پذیر ہو سکے۔

۲۔ عالمی تجارت اور مالیاتی نظام کیلئے نئے ہمہ گیر بنیادی اُصول وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ کمزور ممالک

NOT FOR SALE

کی برآمدات کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے۔

۳۔ تیسری دُنیا کے ممالک کیلئے محصولات میں کمی کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک عالمی خوراک پروگرام کا اِجراء ہونا چاہیئے۔

۴۔ تیسری دُنیا کے ممالک کو جدید ترقی سے اِستفادہ کرنے کیلئے سائنس اور ٹیکنالوجی کو اِن ممالک میں آسانی سے منتقل اور دستیاب ہونے کو یقینی بنانا چاہیے۔

۵۔ دُنیا کے تمام ممالک کو یہ آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ جو بھی اِقتصادی نظام اپنانا چاہیں اپنا سکیں۔ بڑی طاقتیں یا عالمی اِدارے اِس حوالے سے مداخلت، دباؤ ڈالنے یا مجبور کرنے سے باز رہیں۔

۶۔ بڑی طاقتیں اور عالمی اِدارے سیاست سے بالاتر ہو کر نیک جذبے کے ساتھ اِنسانی خیر وفلاح کیلئے کمزور ممالک کو فنی اور مالی تعاون فراہم کریں۔

۷۔ عالمی اِداروں کی ساخت میں ایسی تبدیلیوں کی ضرورت ہے کہ لینے والے ممالک بھی موثر طور پر فیصلہ سازی میں شامل ہوں کیونکہ یہ اِدارے کمزور ممالک کیلئے بنے ہوئے ہیں اور کمزور ممالک کی رائے کو اہمیت دینا بھی ضروری ہے۔

۸۔ اِن اِداروں سے قرض لینے والے ممالک کی معاشی حالت اور قوتِ واپسی کو دیکھتے ہوئے شرائط میں نرمی کرنی چاہیئے۔

۹۔ عالمی اِداروں کی کوشش ہونی چاہیئے کہ تیسری دُنیا میں اُٹھنے والے اِقتصادی تعاون کے جذبات کا اِحترام کیا جائے اور ایسی خواہشات کی تکمیل کیلئے نیک نیتی کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

۱۰۔ کثیرالاقوامی کارپوریشنوں پر نظر رکھنے کے علاوہ اِن کارپوریشنوں کو تیسری دُنیا کی حقیقی ترقی میں معاون بنایا جائے۔

۱۱۔ کمزور ممالک کا یہ حق یقینی ہو کہ اُنکا اپنی قدرتی ومعاشی وسائل پر اِقتدارِ اعلیٰ قائم ہو۔ نیز اِن ممالک کی غیر ملکی سرمایہ کاری پر بھی قابو حاصل ہو۔

۱۲۔ ترقی پذیر ممالک کے خام مال کی قوتِ خرید کو قائم رکھا جائے اور اِن کو ترقی یافتہ ممالک کی مارکیٹوں تک رسائی کو یقینی بنایا جائے۔

۱۳۔ عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے فیصلہ سازی کے اِختیار میں اضافہ کیا جائے۔

زیادہ نمائندگی والی اقوام سے ۔ہے ضرورت کی تبدیلی بھی میں نظام کے دہندگی رائے

۱۴۔ آئی ایم ایف کی رائے دہندگی کے نظام میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ چھوٹے ارکان کے حق ووٹ میں اضافہ ضروری
رائے دہندگی کم نمائندگی والی اقوام کو منتقل کرنا چاہیئے۔ چھوٹے ارکان کے حق ووٹ میں اضافہ ضروری
ہے۔اِس طرح ابھرنے والی نئی معاشی طاقتوں یعنی چین اور برازیل وغیرہ کو فعال کردار مل جائے
گا۔عالمی بینک کا اقوام متحدہ، آئی ایم ایف، دیگر علاقائی بینکوں، امداد دینے والوں اور سول سوسائٹی
وغیرہ سے زیادہ تعاون کی ضرورت ہے۔عالمی بینک کے اعداد و شمار کے مطابق آئی ایم ایف کے وسائل
ترقی پذیر ممالک کی ضروریات سے کہیں زیادہ کم ہیں۔اِسلئے G20 کے ممالک کو آئی ایم ایف کے
وسائل میں تین گنا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے یعنی 250 بلین ڈالرز سے بڑھا کر 750 بلین ڈالرز
کرنا۔آئی ایم ایف کے سربراہ کا تقرر قومیت سے قطع نظر میرٹ پر ہونا چاہیئے۔آئی ایم ایف کے بورڈ
آف ڈائریکٹرز کے شاہانہ انداز کو اعلیٰ فیصلہ ساز انداز میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔عالمی بینک
کے سربراہ کا تقرر بھی ہر بات سے قطع نظر میرٹ پر ہونا چاہیئے۔
ووٹ کے طریقہ کار میں ایسی تبدیلی بھی ضروری ہے کہ نمودار ہونے والی اِقتصادی طاقتوں کو بھی وزن مل
سکے۔

۱۵۔ اِن اِداروں کو زیادہ پیداواری سرمایہ کاری کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اِس کیلئے توانائی، نجی
شعبہ اور علاقائی یکجہتی کو فروغ دینا چاہیئے۔اہم فیصلوں پر امریکہ کا اثر ختم کرنا چاہیئے۔عالمی بینک کو
افسر شاہی اور وقت ضائع کرنے کا بوجھ اُتارنا چاہیئے تاکہ قرض لینے والوں کیلئے آسانی ہو۔

۱۶۔ عالمی بینک اور دیگر علاقائی ترقیاتی بینکوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ روایتی افسر شاہی اور پالیسی کی رکاوٹوں
کو دور کرے تاکہ بحرانوں کا مقابلہ جلدی اور آسانی سے ہو سکے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

بین الاقوامی تجارت اور مالیات کے پاکستان کی اِقتصادیات پر اثرات

(Impacts of International Trade and Finance on Economy of Pakistan)

پاکستان اور عالمی تجارت

(Pakistan and International Trade)

پاکستان کی اشیاء کی غیر ممالک میں فروخت 1972-73ء سے حوصلہ شکن رہی ہے۔پانچ قسم کی اشیاء جن میں روئی کا کپڑا، گارمنٹس، اُون اور چاول وغیرہ اب بھی پاکستان کی برآمدات سے آمدنی کا 60 فی صد ہیں۔اِن میں سے اکثر اشیاء خشک سالی، سیلابوں اور کیڑے مکوڑوں کی وجہ سے کم برآمد کا سبب بنی۔جبکہ کئی کمزور مارکیٹ اور ناقص کوالٹی کی وجہ سے آمدنی کا سبب نہ بن سکیں۔پاکستان کی تجارت بلین امریکی ڈالرز میں کچھ اِس طرح رہا:

مالی سال	برآمدات	درآمدات
2000-01	9.2	10.7
2001-02	9.1	10.3
2002-03	11.2	12.2
2003-04	12.3	15.6
2004-05	14.4	20.6
2005-06	16.5	28.6
2006-07	17.0	30.5
2007-08	19.1	40.0
2008-09	17.7	34.8

2009-10	19.3	34.7
2010-11	24.81	40.41
2011-12	23.64	44.91
2013-14	23.64	

پاکستان بیورو برائے شماریات۔

امریکہ 2000-1999ء کے دوران پاکستانی اشیاء کیلئے سب سے بڑی مارکیٹ رہی اور تمام فروخت کا تقریباً 21 فیصد امریکہ نے جذب کیا۔ برطانیہ، ہانگ کانگ اور جرمنی بھی اہم خریدار رہے اور ہر ایک کا حصہ تقریباً 7 فیصد رہا جبکہ متحدہ عرب اِمارات کا حصہ 5 فیصد رہا۔ سال 1999ء میں پاکستان نے تجارت میں 1.4 بلین امریکی ڈالر کا خسارہ دکھایا۔ مالی سال 2007ء کے دوران تجارتی خسارہ 9.7 بلین امریکی ڈالر جبکہ سال 2008ء کے دوران 15 بلین امریکی ڈالر رہا۔

پاکستان کی درآمدات میں مشینری، تیل، کیمیکلز، ٹرانسپورٹ کے اوزار ہیں۔ اِن میں امریکہ اور جاپان سے آٹھ آٹھ فیصد اور ملائشیا، سعودی عرب اور اِمارات سے سات سات فیصد۔ سال 2003ء میں یورپی یونین پاکستان کا سب سے بڑا تجارتی شریک رہا اور پاکستان کے ایک تہائی برآمدات یورپی یونین نے جذب کیں۔
پاکستان عالمی تجارتی اِدارے (WTO) کا رُکن ہے۔ اِس طرح ایک علاقائی تنظیم (ECO) کا فعال رُکن ہے اور (SAARC) کا بھی اہم رکن ہے۔ پاکستان کی علاقائی تجارتی شریک بنگلہ دیش، بھارت اور سری لنکا ہیں۔ تجارتی خسارہ کو کم کرنے کیلئے پاکستان نے کئی اشیاء پر ٹیرف میں اضافہ کیا۔ پاکستان کئی دوست ممالک یعنی ملائشیا، سری لنکا اور چین کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدات کی طرف بڑھ رہا ہے۔

عالمی تجارت کے معاہدات کا پاکستان پر اثرات
(Impacts of International Trade Agreements on Pakistan)

پاکستان عالمی تجارتی اِدارے (WTO) کا رُکن ہے۔ اِس اِدارہ کے پاکستان کی سیاست اور معیشت پر درج ذیل اثرات ہیں:

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

- اِس سے سرمایہ کاری کی حد بہت کم ہوگئی ہے۔
- عالمی تجارتی اِدارے کی رکنیت کی وجہ سے بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔
- اِس کی رکنیت کی وجہ سے غربت میں مزید اضافہ ہوا ہے اور عوام کا معیارِ زندگی مزید خراب ہوا ہے۔
- سماجی برائیاں بھی اِس کی وجہ سے بڑھ گئی ہیں۔ معاشرتی برائیاں بالواسطہ طور پر اِس کا نتیجہ ہیں۔
- اِس معاہدہ کی وجہ سے حکومت کی آمدن اور اِخراجات پر منفی اثر پڑا ہے۔
- سرکاری اور نجی شعبے کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے اور قومی ترقی میں اِن دونوں شعبوں کا کردار اور اِشتراک کم ہوگیا ہے۔
- زرعی اور صنعتی ترقی پر منفی اثرات پڑے ہیں کیونکہ ہم بین الاقوامی مارکیٹ میں ترقی یافتہ ممالک کی اشیاء اور مصنوعات کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔
- غیر ملکی اشیاء میں عوام کی دلچسپی سے دولت کا بیرونِ ملک اِنتقال ہوا ہے۔
- ادائیگی کی توازن میں خسارہ ہوا ہے۔
- اپنے گرتے ہوئے مالیاتی نظام کو سہارہ دینے کیلئے قرض کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔
- اِس سے اِنفراسٹرکچر کی بربادی ہوئی ہے۔
- معاشی ابتری کی وجہ سے سیاسی عدم اِستحکام پیدا ہوا ہے۔
- اِس سے ملک عدم تحفظ کا شکار ہوا ہے۔
- فوری طور پر پاکستان اپنی مصنوعات کی کوالٹی بہتر بنانے پر مجبور ہوا ہے۔
- عالمی تجارتی معاہدہ کے منفی اثرات کو کنٹرول کرنے کیلئے پاکستان کو سارک، اِقتصادی تعاون کی تنظیم اور آزاد علاقائی تجارتی معاہدوں کو ترجیح دینی پڑی ہے اور علاقائی تجارتی سرگرمیوں میں دلچسپی لے رہا ہے۔ نجی اور سرکاری شعبوں کی اِشتراک کو توجہ دی جارہی ہے۔ چین کیساتھ خصوصی تجارتی مراسم مزید بڑھانے پر کام جاری ہے۔

معاشی اِستحکام کے حصول میں پاکستان کی مشکلات

(Difficulties of Pakistan to Achieve Economic Stability)

پاکستان میں بے روزگاری کا مسئلہ شدت اِختیار کرگیا ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان بے روزگاری کی وجہ سے سماجی برائیوں کا سبب بنتے رہے ہیں۔حکومت بھی روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئی۔خود روزگاری کیلئے فراہم کردہ قرض کی سہولت کا غلط اِستعمال کیا جارہاہے۔حکومت کی کمائی کا بڑا حصہ بے روزگار لوگوں کو تھوڑی بہت مراعات اور سہولیات دینے میں خرچ ہوجاتا ہے۔اِس طرح بے روزگاری معاشی اِستحکام کیلئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ پاکستان میں افرادی قوت کی کمی نہیں لیکن لوگوں کی اکثریت فنی طور پر ماہر نہیں اور اِسکی بنیادی وجہ لوگوں کا فنی تعلیم کی طرف رجحان نہ ہونا ہے۔ہرکوئی عام تعلیم حاصل کرنے کی کوشش میں ہے اور وہ بھی تعلیم برائے روزگار۔ روزگار بھی سرکاری ملازمت۔اب حکومت کے پاس اتنی اسامیاں کہاں سے آئیں گی کہ ہر ایک کو روزگار فراہم کیا جائے۔لہٰذا بے روزگاری میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان نجی کام یا روزمرہ کام کرنا بھی اپنے شان کے خلاف سمجھتا ہے۔معاشی ترقی کیلئے فنی اور صنعتی سوچ نہایت اہم ہے۔صنعتیں بھی ماہرین اور تربیت یافتہ لوگوں کے بغیر نہیں چل سکتیں۔اِسلئے یہ مسئلہ بھی معاشی اِستحکام کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ ملک میں معاشی وسیاسی حالات اچھے نہیں رہے اور حکومتوں کو غیر ملکی اِمداد اور قرض کا سہارا لینا پڑا۔کوئی بھی حکومت پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کرنے پر توجہ مرکوز نہ کرسکی۔اِس طرح ملک پر بیرونی قرضوں کا بوجھ نا قابلِ برداشت حد تک بڑھ گیا۔ملکی آمدن کا بڑا حصہ قرضوں کی واپسی میں چلا جاتا ہے اور معاشی سرگرمیوں کیلئے پھر عالمی مالیاتی اِداروں اور ترقی یافتہ ممالک کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور خود اِنحصاری کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہورہا۔

پاکستان کی قومی بجٹ کا بہت بڑا حصہ فوجی مقاصد کیلئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔ایسا کرنا ہر حکومت کی مجبوری ہوتی ہے کیونکہ موجودہ حالات وواقعات میں دفاع کو مستحکم بنانا بھی لازمی ہے۔اصل مسئلہ پاکستان اور بھارت کے خراب تعلقات ہیں اور اِن کی بنیادی وجہ مسئلہ کشمیر ہے۔ بھارت بھی اپنے بجٹ کا خطیر رقم فوج پر خرچ کررہا ہے۔ دونوں ممالک کے عوام غریب ہیں اور اُن کی سماجی ومعاشی زندگی قابلِ رحم ہے جبکہ اِن کی حکومتوں کا پیسہ بندوق اور تحفظ کی خریداری پر ضائع ہورہا ہے۔خطیر فوجی اِخراجات اِقتصادی اِستحکام کے راستے میں حائل ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کی اکثریت روایت پسندی کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔کسی بڑی تبدیلی یا حرکت کا سوچ ہی نہیں ہے۔ہم روایتی کاروباروں اور پیشوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے عوام کا اِنحصار زراعت پر ہے اور صنعت کی طرف ہم توجہ مرکوز نہیں کرتے۔ الغرض زندگی کے ہر شعبے میں روایت

NOT FOR SALE

پسندی کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ یہ حالت کسی بڑی تبدیلی کا اِشارہ نہیں دیتی۔ پاکستانی معاشرہ روایت پسندی، جاگیردارانہ نظام اور رُجعت پسند سوچ پر مبنی ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور لوگ زراعت سے روایتی طور پر منسلک ہیں۔جدید معاشی نظام میں سب سے اہم کردار صنعتی، تجارتی اور سائنسی سوچ کا ہے۔ پاکستان میں بدقسمتی سے اِن خصوصیات کا اب تک فقدان ہے۔صنعت میں سرمایہ کاری کا سوچ نہیں اور پھر فنی تربیت یافتہ لوگوں کی کمی ہے۔اگر تھوڑے بہت ہیں وہ بیرونِ ملک چلے جاتے ہیں۔ پھر صنعت کاری کیلئے سہولیات اور ترغیبات کی کمی ہے۔چند صنعتیں اگر ہیں بھی تو اُن کی مصنوعات کی کوالٹی عالمی مارکیٹ میں مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ عالمی تجارتی اِدارے کی وجہ سے ملکی صنعت کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ یہ حالات معاشی عدم اِستحکام کے ذمہ دار ہیں۔

پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا فقدان ہے۔اِس کی وجوہات میں حکومت کی طرف سے مراعات اور ترغیبات کی کمی اور سب سے اہم عدم تحفظ ہے۔ملک میں دہشت گردی اور امن وامان کی سنگین صورتِ حال غیر ملکی سرمایہ کاروں کیلئے باعثِ خطرہ ہے۔عالمی سرمایہ کاروں کی دلچسپی کے بغیر معاشی خوشحالی بہت مشکل ہوتی ہے۔اِسلئے یہ مسئلہ بھی پاکستان کے معاشی اِستحکام کیلئے ایک اہم رکاوٹ ہے۔ بدقسمتی سے حکومت کے پاس ملکی وسائل کو بروئے کار لانے کیلئے فرصت نہیں کیونکہ حکومت دیگر سنگین مسائل میں پھنسی ہوئی ہے۔ایک طرف وسائل سے صحیح اِستفادہ نہیں ہورہا جبکہ دوسری طرف آبادی میں برق رفتار اضافہ بھی باعثِ تشویش ہے۔لوگوں کی تعداد میں بے تحاشہ اضافہ ہو تو اُن کیلئے زندگی کی بنیادی سہولیات و ضروریات پورا کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔قومی آمدنی و بیرونی قرض تو بنیادی ضروریات کی فراہمی پر خرچ ہوجاتا ہے اور کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو پاتا۔لہٰذا افراطِ آبادی ایک اور سنگین مسئلہ ہے جو معاشی اِستحکام کے راستے میں بڑی رکاوٹ ہے۔

اگر دُنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی اِقتصادیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ اُن ممالک میں تعلیم کی شرح بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں شرح خواندگی بھی بہت کم ہے اور لوگوں کی اکثریت ناخواندہ ہے۔اِسلئے اکیسویں صدی میں ایک ناخواندہ معاشرہ کیسے معاشی طور پر مستحکم ممالک کے صف میں کھڑا ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں توانائی یعنی بجلی کے بحران نے گزشتہ کئی برسوں سے سنگین صورتِ حال اِختیار کی ہوئی ہے۔اِس بحران نے صنعت کی رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ جب بجلی نہ ہو تو زندگی میں حرکت کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔بجلی کے بحران نے تو معاشی زندگی کو مزید مفلوج کردیا ہے۔

کرپشن بھی عروج پر ہے جو کئی ایک خرابیوں کی جڑ ہے اور معاشی اِستحکام کی راہ میں سنگین رکاوٹ بھی۔

NOT FOR SALE

معاشی ترقی اور قرض سے چھٹکارا

(Economic Development and Release from Debts)

پاکستان کی معاشی ترقی کیلئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ عالمی اِداروں اور غیرملکی قرض کی بوجھ سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ پاکستان کی معاشی ترقی اور عالمی قرض سے چھٹکارہ حاصل کرنے کیلئے درآمدات کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔ حکومت کو خود اِنحصاری اور کفایت شعاری کا راستہ اِختیار کرنا چاہیئے اور ملک کے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اِس سلسلے میں عوامی سوچ کو بھی بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی اشیاء کی درآمدات پر مکمل پابندی کی ضرورت ہے جو زندگی کی بنیادی ضروریات نہ ہوں۔ عوام کو بھی مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے خود اِنحصاری کی حکمتِ عملی اِختیار کرنی چاہیئے۔ پاکستانی عوام کا ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ غیرملکی مصنوعات کو قومی مصنوعات پر ترجیح دیتے ہیں۔ کسی حد تک عوام حق بجانب بھی ہیں کیونکہ ملکی اشیاء کی کوالٹی خراب ہوتی ہے اور قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ یہاں کوالٹی اور قیمت پر بھی کوئی سرکاری نظر نہیں ہوتی۔ لیکن یہاں ایک کلچر بھی فروغ پا چکا ہے کہ غیرملکی اشیاء کا اِستعمال جدیدیت کی علامت بن چکی ہے اور اِن اشیاء کا اِستعمال ایک فیشن بن چکا ہے۔ ملکی صنعت کو سہارا دینے اور خود اِنحصاری کا راستہ اپنانے کیلئے دیسی اشیاء کا اِستعمال لازمی ہے۔ اِس طرح ملکی سرمایہ دیگر ممالک میں نہیں جائے گا۔

ملک کی آمدنی کا بہت اہم ذریعہ صنعت اور صنعتی مصنوعات ہوتی ہیں۔ کم قیمت پر اعلیٰ کوالٹی کے اشیاء تیار کرکے برآمدات میں اضافہ کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے ملک کی عالمی تجارت میں کردار بڑھ سکتا ہے۔ ملک کے اندر سرمایہ آسکتا ہے جو عالمی قرض کی حوصلہ شکنی کا باعث بن سکتا ہے۔ صنعت کاری کے رُجحان کو فروغ دینے کیلئے حکومت کو ترغیبات اور مراعات کا اِعلان کرنا چاہیئے۔ سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے اور سرکاری و نجی تعاون کو توجہ دینی چاہیئے۔ فنی تعلیم کو اہمیت دینی چاہیئے۔ بدقسمتی سے ملکی معیشت کا اِنحصار غیرملکی قرضوں پر ہے۔ دوسری جانب حکومت اور افسر شاہی کی شاہ خرچیاں بھی بے مثال ہیں۔ پیسہ غیرضروری اُمور پر خرچ کیا جاتا ہے یا ایسی جگہوں میں خرچ کیا جاتا ہے جن کی کوئی ترقیاتی پیداواری اہمیت نہیں ہوتی۔ دفاتر میں غیرضروری طور پر وسائل کی غیرضروری اِستعمال کا کلچر ہے۔ اہم عہدیدار بدعنوانی کے عادی ہو چکے ہیں اور کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اِسلئے دولت کی ضیاع کو روکنے کیلئے زندگی کے ہر شعبہ میں بامقصد اِصلاحات کی شدید ضرورت ہے۔ لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ غیرترقیاتی اِخراجات کو کنٹرول کیا جائے اور بدعنوانی روکنے کیلئے سنجیدہ کوششیں کی

NOT FOR SALE

جائیں۔ ٹیکس چوری کا بھی آہنی ہاتھوں سے سدِ باب ہونا چاہیئے تاکہ حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہو۔

پاکستان میں عام تعلیم کی شرح کم ہے اور پھر فنی اور سائنسی تعلیم کا رُجحان بہت کمزور ہے۔ بے روزگاری ختم کرنے کیلئے خود روزگاری کے منصوبے بنائے جائیں اور اِس مقصد کیلئے لوگوں کو تکنیکی اور سائنسی تعلیم کے حصول کی ترغیب دینی چاہیئے۔ افرادی قوت اُس وقت تک قومی سطح پر بے معنی ہے جب لوگوں کی اکثریت مہارت یا فنی تربیت حاصل نہ کریں۔ ماہر لوگ ملکی معیشت کے سہارے کا سبب بنتے ہیں۔ جب ملکی معیشت مستحکم ہو تو بیرونی قرض ختم ہوسکتا ہے۔

عالمی قرض کا پاکستان کی پالیسیوں اور شہریوں پر اثرات:

(Impacts of International Debt on the Policies and Citizens of Pakistan)

پاکستان اِس وقت عالمی طاقتوں، آئی ایم ایف اور عالمی بینک وغیرہ کے قرضوں میں پھنسا ہوا ہے۔ اِس صورتِ حال کی ملک کے پالیسیوں اور شہریوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ قرض تلے دبا ہوا ملک یا فرد کو کبھی بھی خوددار نہیں کہا جاسکتا۔ ایسے ممالک اور افراد برادری میں عزت اور وقار کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔ خوددار، باعزت، باوقار سلوک کی توقع تب کی جاسکتی ہے جب ملک یا فرد قرض کے بوجھ تلے نہ ہو۔ عزت پر اُس وقت سخت حرف آتی ہے جب لئے گئے قرض کو عیش و عشرت اور فضولیات پر ضائع کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن قرضوں کی وجہ سے بین الاقوامی برادری میں ہمیں حقیقی باوقار مقام حاصل نہیں۔ ہمیں قرض دینے والوں کے جائز و ناجائز شرائط کے سامنے سرِتسلیم خم کرنا پڑتا ہے جو خودی کے خلاف ہے۔ جب عالمی قرض کو ختم کرنے اور مستحکم معاشی نظام کو یقینی بنانے کیلئے ٹھوس اِقدامات کئے جائیں گے اور کشکول کو توڑیں گے تو ہم عظمت کے ساتھ عالمی سطح پر سر اُٹھانے کے قابل بن جائیں گے۔ عالمی قرض ملک کی آزادی، خودمختاری اور مقتدر حیثیت برقرار رکھنے کیلئے مضر ہے۔ ایک آزاد اور مقتدر ملک کسی بیرونی دباؤ، مطالبے اور شرط سے آزاد ہوتا ہے۔ جب کسی بیرونی ملک یا اِدارے سے قرض حاصل کیا جاتا ہے تو اُن کی شرائط اور مطالبات ماننے پڑتے ہیں۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے لیے موزوں جواب یعنی ا،ب،ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیے گئے خالی خانے میں لکھیں۔

ا۔ گلوبلائیزیشن کی وجہ سے کثیرالاقوامی ---------- دُنیا بھر میں مصروف ہو چکے ہیں۔
(ا) کارندے (ب) دشمن (ج) کارپوریشنز (د) تاجر

۲۔ G20 کے ممالک کو آئی ایم ایف کے وسائل میں ---------- اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔
(ا) دوگنا (ب) تین گنا (ج) چار گنا (د) پانچ گنا

۳۔ سال 2003ء میں یورپی یونین پاکستان کا سب سے بڑا ---------- شریک رہا۔
(ا) سیاسی (ب) معاشرتی (ج) تجارتی (د) ثقافتی

۴۔ پاکستان ---------- تجارتی اِدارے (WTO) کا رُکن ہے۔
(ا) ملکی (ب) علاقائی (ج) عالمی (د) ایشیائی

۵۔ زندگی کے ہر شعبے میں ---------- کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔
(ا) روایت پسندی (ب) حقیقت پسندی (ج) ترقی پسندی (د) اِنقلاب پسندی

۶۔ قرضوں کی وجہ سے بین الاقوامی ---------- میں ہمیں حقیقی باوقار مقام حاصل نہیں۔
(ا) مارکیٹ (ب) تنازعات (ج) برادری (د) بازار

2۔ درج ذیل جملوں کے سامنے صحیح جملوں کو صحیح پر اور غلط جملوں کے سامنے غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ سیاست اور معاشیات کا ایک دوسرے پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ صحیح۔غلط
۲۔ بیرونی قرض اور اِمداد کی بڑی حد تک حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ صحیح۔غلط
۳۔ عالمی بینک اِنسانی وسائل کی ترقی پر کام نہیں کر رہا۔ صحیح۔غلط
۴۔ دُنیا کے شمال میں غریب جبکہ جنوب میں امیر ممالک کی اکثریت ہے۔ صحیح۔غلط
۵۔ پاکستان SAARC کا رُکن ہے۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

۶۔ پاکستان کے قومی بجٹ کا بڑا حصہ فوجی مقاصد پر خرچ کیا جاتا ہے۔ صحیح۔غلط
۷۔ دُنیا بھر میں سب سے زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری پاکستان میں ہے۔ صحیح۔غلط
۸۔ غیر ملکی مصنوعات کو قومی مصنوعات پر ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ صحیح۔غلط

3۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

ا۔ اِقتصادی عالمگیریت (Globalization) کی تعریف کریں۔
۲۔ پاکستان کی اہم درآمدات اور برآمدات بیان کریں۔
۳۔ عالمی تجارتی اِداروں کے پاکستان کی معیشت پر تین منفی اثرات تحریر کریں۔
۴۔ پاکستان کیوں علاقائی تجارتی سرگرمیوں میں دلچسپی لے رہا ہے؟

4۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

ا۔ خود انحصاری پر بنیاد معیشت کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔
۲۔ پاکستان کی معیشت پر اِقتصادی عالمگیریت کے اثرات بیان کیجیے۔
۳۔ خود انحصاری پر بنیاد اِقتصادیات کے لوازمات کیا کیا ہیں تفصیل سے لکھیں۔
۴۔ کسی دو کو تفصیلاً بیان کریں:
ا۔ عالمی بینک
۲۔ آئی ایم ایف
۳۔ ایشیائی ترقیاتی بینک
۵۔ بین الاقوامی اِداروں کے معاشی پروگرام کے سیاسی اثرات بیان کیجیے۔
۶۔ بین الاقوامی معاشی اِداروں کو موثر بنانے کیلئے آپ کیا تجاویز دیں گے۔ تفصیل سے تحریر کریں۔
۷۔ عالمی تجارت کے معاہدات کا پاکستان کی معیشت اور سیاست پر اثرات بیان کریں۔
۸۔ معاشی اِستحکام کے حصول میں پاکستان کی مشکلات کیا ہیں۔ تفصیلی تذکرہ کریں۔
۹۔ معاشی ترقی اور قرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا اِقدامات اُٹھائے جاسکتے ہیں اور قرض کے پاکستان کی پالیسیوں اور شہریوں پر کیا اثرات ہیں؟
۱۰۔ نوٹ لکھیں: براہِ راست غیر ملکی اِمداد، اِقتصادی گلوبلائزیشن، پائیدار ترقی۔

NOT FOR SALE